Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویۃ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ
نمبر سوم جلد چہارم
بابت ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ مطابق مارچ ۱۸۸۴ء

وھذا اظہر لقولھم بعدہ یا اخت ھارون ومکان
ابوک الخ (کبیر ص ۲۶۲ جلد)

بدکار بھی پیش کیا ہے۔

اور اس امر منکر سے زنا مراد ہونا اور اس حکم
کا اسی وقت میں پایا جانا آپ نے سورہ (نساء) کی تفسیر میں بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ انہوں نے

نسبوا مریم الی الزنا فالمراد بقولہ وبکفرھم ھو
انکارھم قدرۃ اللہ تعالیٰ وبقولہ وقولھم علی مریم
بھتانا عظیما نسبتھم ایاھا الی الزنا واعظم
مایدل علی ان المراد بھذا البھتان العظیم ھو
ولادۃ عیسیٰ علیہ السلام ھی الکرامات والمعجزات
ما دل علی براءتھا من کل عیب نحو قولہ وھزی
الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک رطبا جنیا
ونحو کلام عیسیٰ علیہ السلام حال کونہ طفلا
منفصلا عن امہ فان کل ذلک دلائل قاطعۃ
علی براءۃ مریم علیہا السلام من کل ریبۃ فلا
یجوز ان اللہ تعالیٰ لما طعن الیھود فیھا بانہ بھتان عظیم
ما کان ابوھا امرءا سوء قال ابن عباس آکرانیا
وما کانت امک بغیا ای زانیۃ قص ابن ابی حاتم
ما کان ابوک امرءا سوء وما کانت امک بغیا زانیۃ
حتی تقول ذلک تابعت فی تلک الفاحشۃ احد
ابویک (جامع البیان)

مریم کو زنا کی طرف منسوب کیا اُنکی کفر سے مراد
انکار قدرت خدا ہے اور بھتان سے مراد مریم کا
زنا کی طرف منسوب کرنا۔ بیچ طعن بھتان عظیم اسلئے
ہوا کہ ولادت مسیح کے وقت کرامات و معجزات اسقدر
ظاہر ہوئی تھی کہ اس سے مریم کا ہر عیب سے پاک ہونا
معلوم ہو گیا تھا جیسے خشک درخت کا خرما گرانا اور
مسیح کا بچپن میں کلام کرنا۔ یہ مریم کے ہر عیب سے
برات پر قطعی دلائل ہیں اسلئے خدا نے یہود کے اس
طعن کو بھتان عظیم کہا۔

اور تفسیر معالم میں ہے ابن عباس نے معنی آیہ میں
فرمایا تیرا باپ زانی نہ تھا اور تیری ماں زانیہ نہ تھی
پھر تجھے یہ لچھن سے ہوا۔

اور جامع البیان میں ہے تیرا باپ بدکار نہ تھا تیری
ماں زانیہ نہ تھی تاکہ ہم کہیں کہ تو اس کام
میں والدین میں سے کسی کی تابع ہوئی۔

چوتھی بات کی ثبوت پر بھی سیاق والفاظ قران کی شہادت موجود ہے طعن یہودیون کے جواب مین مریم علیہا السلام کا مسیح کیطرف اشارہ کرنا اور اسکے جواب مین انکا یہ کھنا کہ ہم لڑکے سے کیونکر بات کرین اُسے حرف (ف) سے شروع کیا گیا ہے۔ اسی سیاق کی دست آویز سے مفسرین نے کھا ہے کہ یہ مکالمہ مسیح کا اسی موقع پر ہوا ہے۔

تفسیر کبیر مین ہے جب یہودیون نے مریم علیہا السلام کے زجر و ملامت مین مبالغہ کیا تو وہ چپ ہو رہین اور مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہاری بات کا یہی لڑکا جواب دیگا۔ تب وہ سخت خفا ہوئی اور بولے یہ اسکا ہم سے ہنسی کرنا اسکی زنا سے بدتر ہے مسیح نے جب یہ بات سُنی تو دودھ پینا چھوڑ دیا اور انکی طرف متوجہ ہوا اور اُن سے ہمکلام ہوا۔ کہتے ہین کہ اسوقت سے پیچھے پھر وہ کبھی نہین بولا۔ یہانتک کہ اُس عمر کو پہنچا جسمین بچے بولنے لگتے ہین۔ اور لفظ کان اسمقام مین بمعنی حصل و وجد ہے یعنی موجود ہوا اور پایا گیا۔

انهم لما بالغوا في توبيخها سكتت واشارت اليه اي عيسى عليه السلام اي هو الذي يجيبكم اذا ناطقتموه وعن السدي لما اشارت اليه غضبوا غضبا شديدا قالوا السخريتها بنا اشد من زناها روي انه كان يرضع فلما سمع ذلك ترك الرضاع واقبل عليهم بوجهه واتكأ على يساره واشار بسبابته وقيل كلمهم بذلك ثم لم يتكلم حتى بلغ مبلغا يتكلم فيه الصبيان قوله كيف نكلم من كان في المهد صبيا اي حصل فكان ههنا بمعنى حصل ووجد۔ (تفسیر کبیر ص۷۸۹ جلد ۵)

تفسیر معالم مین ہے ابن عباس نے فرمایا ہے جبکہ مریم کے پاس کوئی دلیل نہ تھی تو اُس نے مسیح کی طرف اشارہ کیا تاکہ اُسکا کلام مریم کے لئے سند ہو جائے اسی تفسیر مین ہے کہ جب مریم نے مسیح کیطرف اشارہ کیا تو اُنہون نے کہا کہ باوجود اس فعل کے ہمسے ہنسی کرتی ہے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے اس گہوارہ سے

لما لم تكن لها حجة اشارت اليه ليكون كلامه حجة لها وفي القصة لما اشارت غضب القوم وقالوا مع ما فعلت اتسخرين بنا قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبيا۔ اي من هو في المهد وهو حجرها وقيل هو المهد بعينه وكان بمعنى هو قال

ابو عبیدۃ کان صلۃ ای کیف نکلم صبیًا فی المھد وقد یجیئ کان حشو فی الکلام لا معنی لہ کقولہ ھل کنت الا بشرا رسولا ای ھل انا فلما سمع عیسی کلامھم ترک الرضاع واقبل علیھم وجعل یشیر بیمینہ قال انی عبد اللہ الخ۔

مان کی گود مراد ہے یا بعینہٖ گہوارہ اور بیان لفظ کان بمعنے ہو ہی ابو عبیدہ (امام علم لغۃ) نے کہا لفظ کان یہان زاید ہے اور کان کلام مین زاید آیا کرتا ہے جیسے اس آیۃ مین ھل کنت الا بشرا رسولا ای ھل انا) یعنی مین صرف بشر رسول ہون جب حضرت عیسیٰ نے انکی بات سُنی تو دودہ پینا چھوڑ دیا اور ان پر متوجہ ہوا اور کہا مین بندہ ہون اکا بندہ ہون الخ۔

اور تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے مریم نے عیسیٰ کیطرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تا کہ تمہین یہ جواب دے وہ بولے ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا ہے اور ایسا کوئی لڑکا نہین ہوا جس سے دانا مخاطب ہوا ہو لفظ کان اس آیۃ مین زائد ہے یا تامہ ہے (یعنی موجود اور پایا گیا) یا دایمہ ہو جیسے اس آیۃ مین وکان اللہ علیما حکیما یا بمعنی صار ہمیشہ یعنی ہو گیا

فاشارت الیہ ای عیسے علیہ السلام ای کلموہ لیجیبکم لو اکیف نکلم من کان فی المھد صبیًا ولم یعھد صبی فی المھد کلمہ عاقل۔ وکان زایدۃ او تامۃ او دائمۃ تقول لہ لم تکن وکان اللہ علیما حکیما او بمعنی صار (بیضاوی)

اِس بیان کی تصدیق و تائید مین ایک حدیث صحیح صریح وارد ہی جسکا حاصل یہ ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے تین شخصون نے گہوارہ مین کلام کیا ہے (۱) حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام (۲) وہ لڑکا جسکو لوگون نے ناحق جریج زاہد بنی اسرائیل کا لڑکا کہا تھا (۳) ایک عورت بنی اسرائیل کا لڑکا۔

عن النبی صلعم قال لم یتکلم فی المھد الا ثلثۃ عیسی وکان فی بنی اسرائیل رجل یقال لہ جریج الخ صحیح البخاری کتاب الانبیاء ص ۴۸۹ وغیرہ

شاید پیمان انصاری یا اُنکی تقلید سے جناب مخاطب یہ بحث کرین کہ مسیح کا مہد مین کلام کرنا

انجیل مین مذکور نہین ہے اور نہ عیسائیون مین مشتہر ہے اگر یہ امر واقع ہوتا تو مسیح کے ماننے والون مین جنہون نے انکو خدا بنا دیا کیون مشہور نہ ہوتا اسکا

وکان الحاضرون جمع قلیل ولا یبعد فی مثلہم التواطؤ علی الاخفاء وبتقدیر ان یذکروا ذلک فان غیرہم کانوا یکذبونہم فی ذلک وینسبونہم الی البہت فہم ایضا قد سکتوا لہذہ العلۃ فلہذا الاسباب بقی الامر مکتوما الی ان نطق القرآن بذلک (تفسیر نیشاپوری)

جواب تفسیر نیشاپوری مین یہ دیا ہے کہ اس موقع پر حاضرین کم تھے جنسے اخفاء بعید نہ تہا اور اگر وہ اسکو ذکر بھی کرتے تو اُن کے مخالف (اکثر یہود) انکو جھٹلاتے اور مریم پر بہتان لگاتے اسلئے وہ چپ رہے پہر یہ امر ویسا ہی اکثر لوگون پر مخفی رہا یہانتک کہ قرآن نے ظاہر کیا

مین کہتا ہون اس جواب کی تائید خود انجیل مین موجود ہے جسکا بیان صفحہ ۴۵ مین ہو چکا ہے اب اہل ایمان و انصاف کو یہ سوچنا بکار ہے کہ ایسی حالت مین عیسائیون کا اس امر سے ساکت رہنا لائق اعتماد و احتجاج ہے یا خدا و رسول کا بیان کرنا **ان چارون** باتون کی بحث و بیان سے ثابت ہوتا کہ جو کچھ ہمنے سورۂ مریم سے بیان کیا ہے یہ ظاہر معنی الفاظ قرآن و سیاق قرآن ہے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ خدا تعالی نے مبنی و منشاء دعوی فریقین کے وجود کو قرآن مین تسلیم کر لیا ہے ہان جو اس سے فریقین نے نتیجہ نکالا ہے اس کو رد کیا ہے جسکا بیان معروض ذیل ہے۔

نتیجہ مخترعہ فریقین (جو بلا پدر پیدائش مسیح سے فریقین نے نکالا ہے) کا **ابطال** ورد خدا تعالی نے اس بیان سے فرمایا ہے کہ بلا پدر پیدا ہونا نہ اس بات کا مقتضی ہے کہ مسیح خدا یا فرزند خدا ہو اور نہ اس امر کا مثبت و مستلزم کہ معاذ اللہ وہ ناجایز طور پر پیدا ہوا ہو۔ یہ شبہ تب ہو جبکہ خدا تعالی کی قدرت ظاہری اسباب مین منحصر و محدود ہو۔ وہ بلا پدر فرزند پیدا نکر سکے یا بلا اصل و مادہ سابق کوئی چیز وجود مین نہ لا سکے۔ اُس نے آدم کو مادر و پدر دونون کے سواء پیدا کیا اور آسمان و زمین کو نئے سرے ایجاد کیا پہر بلا پدر فرزند پیدا کرنا اُسپر کیا مشکل ہے اور اگر بلا پدر[f] پیدا ہونیسے خدا ہونا لازم آتا ہے

[f] اس تقریر ابطال نتیجہ عیسائیون کو جناب مخاطب نے بہی تسلیم کیا ہے۔ اور اسکا مطلب اس تقریر سے ادا فرمایا ہے اگر بالفرض تم بوجہ بن باپ پیدا ہونیکی حضرت عیسی کو خدا کا بیٹا مانتے ہو تو حضرت آدم کو جو بن مان باپ کے پیدا ہوئے ہین بدرجہ اولی خدا کا بیٹا ماننا چاہئے اور جب تم حضرت آدم کو خدا کا بیٹا نہین مانتے تو حضرت عیسی کو صرف بن باپ کے پیدا ہونیسے کیون خدا کا بیٹا مانتے ہو۔

تو عیسائیون مین آدم کو جسکی باپ کے ساتہ مان بہی نہ تہی کیون خدا نہین مانا جاتا - اس بیان بابرہان کو خدا تعالی نے ان مختصر الفاظ سے ادا کیا ہی کہ عیسی کے مثل خدا کے نزدیک ایسی

ان مثل عیسے عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (آل عمران ع ۶) بدیع السموات والارض انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبہ (انعام ع ۱۳)

ہی جیسے آدم جسکو خدا نے مٹی سے بنایا پہر اسکو کہا تو انسان ہو جا پہر وہ انسان ہو گیا - اور فرمایا وہ اللہ آسمان و زمین کا نئی سری پیدا کرنیوالا ہے اسی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہی اسکی بیوی تو ہی ہی نہین

تفسیر مظہری - معالم - کبیر وغیرہ مین آیۃ اول کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہ آیۃ وفد نصاری نجران

نزلت الایۃ فی وفد نجران لما قالوا لرسول اللہ مالک تشتم صاحبنا قال ما اقول قالوا تقول انہ عبد قال اجل ہو عبد اللہ ورسولہ وکلمتہ القاہا الی العذراء البتول فغضبوا وقالوا ہل رایت انسانا قط من غیر اب فانزل اللہ تعالی لالزامہم وافہامہم ہذہ الایۃ -

کی شان مین نازل ہوئی جو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا بندہ کہنے پر آشفتہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے ایسا بہی کوئی انسان دیکہا ہے جو بغیر باپ پیدا ہوا ہو جس پر یہ آیت نازل ہوئی -

اسی بیان خداوندی کے موافق حضرت مریم نے فرمایا ہے - تفسیر کبیر و نیشاپوری مین نقل ہے کہ جب یوسف نے مریم کو حاملہ پایا تو اسکو شک ہوا اور اس نے مریم سے پوچھا کہ بلا تخم بھی کبہی کھیتی ہوتی ہے اور بلا پدر بچہ پیدا ہوتا ہے - مریم نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہو سکتا ہے پہلے زراعت خدا نے کس تخم سے پیدا کی - تخم اسی زراعت سے ہوا ہے نہ وہ زراعت کسی تخم سے - اور آدم اور حوا کہان سے پیدا ہوئے ان کے تو مان و باپ دونون نہ تھے - تب یوسف کا شک رفع ہوا -

بالجملہ خدا تعالی نے نتیجہ فریقین اور انکی دعاوی کے مبنی کو مسلم رکہہ کر اس نتیجہ کو بدست آویز قدرت کاملہ اور بذکر بعض تمثیلات رد کر دیا اور دونون فریق کے خیال کو باطل کر کے قطعی فیصلہ

حق فرمایا کہ مسیح نہ خدا ہے نہ خدا کا فرزند اور نہ مولود ناجائز بلکہ وہ خدا کے بندی ہین جو محض قدرت کاملہ سے بلا پدر پیدا ہوئے ہین ؛

یہہ اہل اسلام کا اس باب مین قرآن سے استدلال ہے اب خلاصہ **کلام مخاطب** جو اس استدلال کے مقابلہ وجواب مین آپ سے سرزد ہوا ہے نقل کیا جاتا ہے پہر اُسکے ذیل مین اسکا جواب قلم مین آتا ہے - آپ نے اس استدلال کے اس جزو پر (کہ خدا تعالی نے وجود مبنی و منشاء دعاوی فریقین یعنی مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیکو مان لیا ہے) نکتہ چینی کی ہے - اور جو ہمنے اس جزو کے ثبوت مین سورہ مریم سے چار باتین نقل کی ہین انمین آپنے بحث کی ہے - **پہلی** بات (یعنی بشارت فرشتہ کی متصل حمل ہونے) مین آپ نے یہ **بحث** کی ہے کہ حرف ف جو فحملتہ پر ہے یہ لازم نہین آتا کہ بمجرد اس گفتگو کے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھین بلکہ پایا جاتا ہے کہ اس گفتگو کے بعد مین وہ حاملہ ہوئین جسوقت کی یہ گفتگو ہے بلاشبہ حضرت مریم کو کسی بشر نے نہین چہوا تہا لیکن اسکے بعد اسکا خطبہ یوسف سے ہوا اور وہ حسب قانون فطرت یوسف سے حاملہ ہوئی تہین یہ صفحہ ۳۶ تفسیر مین آپکے الفاظ ہین اور صفحہ ۳۷ مین آپنے فرمایا ہے کہ یہ بشارت رویا (یعنی خواب کا واقعہ ہے - اور سینٹ متی کی انجیل سے بھی ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ بموجب اس انجیل کے یوسف کو بہی اس حمل کی خبر خواب مین بذریعہ فرشتہ دی گئی تہی" - اور بصفحہ ۳۳ فرمایا کہ جس زمانہ مین بشارت ہوئی اس زمانہ مین بلاشبہ حضرت مریم کو کسی مرد نے نہین چہوا تہا بلکہ غالبًا انکا خطبہ بہی یوسف سے نہین ہوا تہا مگر اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ اسکے بعد بہی یہ امر واقعہ نہین ہوا -

اس بحث کا جواب یہہ ہے کہ حمل کا بشارت کے متصل واقع ہونا ایسا لازم ہے کہ یہہ امر ف کے مفہوم مین داخل ہے چنانچہ ہمنے اسکی تائید و شہادت مین تفسیر کبیر کی عبارت نقل کر دی ہے آپکو اسمین نزاع تھی تو اسکے خلاف مین کسی کتاب نحو یا معانی یا تفسیر کی عبارت نقل کر دی ہوتی شاید آپنے اسکو دلیل سمجہا ہے جو بصفحہ ۳۵ بیان کیا ہے کہ دردزہ (جسپر آیتہ فاجاءھا المخاض مین ف وارد ہے) حاملہ ہونیکے متصل واقعہ نہین ہوا - کیونکہ بشہادت انجیل لوک پوری مدت حمل کے

بعد مسیح کا تولد ہوا ہے اور تفسیر کبیر مین مدت حمل کے سات یا آٹھہ یا نو مہینے بیان ہوئی ہے اور اگر ف سی ہر جگہہ اتصال زمانی مستنبط ہوتا تو اس جگہہ ف کو نہ لایا جاتا۔

مگر اس دلیل سے ف کا اتصال باطل نہین ہوتا۔ اوّلاً اسلئے کہ چوپوری مدت حمل کا انجیل مین ذکر ہے وہ ظاہر قرآن کے مقابلہ مین اہل اسلام کے نزدیک لایق اعتبار نہین ہے اور تفسیر کبیر مین اگرچہ روایات مدت حمل سات۔ آٹھ۔ نو مہینے کو بعض علماء سے نقل کیا ہے مگر مصنف کے نزدیک مختار و مرجح مدت حمل ایکساعت ہی چنانچہ بصفحہ (۵۸) تفسیر کبیر سے منقول ہو چکا ہے

ثانیاً اسلئے کہ اگر مدت حمل نو مہینے ہی مان لئے جاوین تو بہی دردزہ کا حمل کے متصل واقع ہونا باطل نہین ہوتا۔ اتصال کے یہہ معنی نہین ہین کہ دو امر متصل مین مطلق تاخیر و تراخی نہ ہو بلکہ اسکی معنی یہ ہین کہ ان دونون مین کسی امر اجنبی کا حلول و تخلل نہ ہو پس اگر نو مہینے چہوڑ نو برس بہی حمل رہتا اور پہر دردزہ واقع ہوتا تو بہی کہا جاتا کہ دردزہ حمل کے متصل واقع ہوا ہے۔ مگر اس بات کے سمجہنے کو یوروپین ذہن و معلومات کافی نہین ہے۔ مشرقی علوم و خیال سے مناسبۃ ضروری ہے سو یہان کہان۔

اور جو ارشاد ہوا کہ جسوقت یہ بشارت ہوئی تہی اُسوقت مریم کی یوسف سی منگنی بہی نہوئی تہی یہ محض مغالطہ ہی جسکا ن بیان بصفحہ (۴۱) ہو چکا ہے ایسا ہی آپکا یہہ کہنا کہ وہ بشارت خواب مین ہوئی تہی مغالطہ ہے لفظ رویا یا خواب اس موقعہ پر نہ قرآن مین ہے نہ انجیل مین ہان یوسف کی پاس فرشتہ کا خواب مین ظاہر ہو کر حمل کی خبر دینا مذکور ہے اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ مریم کے پاس بہی وہ خواب ہی مین آیا ہو ✣

ایسا ہی آپکا یہہ کہنا کہ اسوقت کے قول مریم سے کہ مجہی کسی بشر نے مس نہین کیا یہ لازم نہین آتا کہ اسکے بعد بہی یہ امر واقع نہین ہوا مغالطہ ہے اگرچہ صرف اس قول مریم سے یہ امر لازم نہین آتا مگر اسکے بعد مس بشر کے وقوع کو ذکر نہ کرنے اور اس سے ساکت رہنے سے تو یقیناً لازم

ہے کہ اسکے بعد ہی یوسف نے مریم کو مس نہیں کیا اگر پیچھے کرمس واقع ہوتا تو اس موقعہ بیان پر ضرور اسکو ذکر کیا جاتا اور جبکہ باوجود ضرورت بیان اس سے سکوت ہوا ہی تو بحکم السکوت فی معرض البیان بیان مس بشر کا واقعہ نہوتا عین بیان منطوق قرآن ٹھہرا - اسکی مثال یہ ہو کہ زید کہتا ہے میں نے چوری نہیں کی عمرو اسکی شہادت دیتا ہے کہ ہان زید نے چوری نہیں کی اور اس سے زیادہ عمرو نے کوئی بات نہیں کہی - اس شہادت عمرو سے ہر کسیکو جو عمرو کو سچا اور عاقل سمجھتا ہے یقین حاصل ہوتا ہے کہ زید چوری سے بری ہے - اسمیں اگر کوئی تجویز کرے کہ اس شہادت سے فلان تاریخ تک زید کا چوری نہ کرنا مراد ہے - اور اسی تاریخ کی نظر سے عمرو نے یہ شہادت دی ہو اس سے ہمیشہ کے لئے چوری نہ کرنا لازم نہیں آتا تو اسکی یہ تجویز عمرو کے لیے دیانتی یا حماقت کی مثبت ہے اور اس امر کی متضمن ہے کہ عمرو نے صرف اس تاریخ تک زید کے چوری نہ کرنے کو شہادت میں پیش کر دیا ہے اور جو اس تاریخ سے پیچھے اس سے چوری واقع ہوئی تھی اسکے بیان سے باوجود ضرورت سکوت اختیار کیا ہے اور بے دیانتی یا حماقت سے کام لیا

ایسا ہی بعینہ امر متنازعہ فیہ کا حال ہے - عیسائیون کا انجیل لوک ہی میں یہ دعوی تھا کہ جب فرشتہ نے مریم کو فرزند کا مژدہ دیا تو مریم نے تعجب کر کے کہا کہ میرے بیٹا کیونکر ہو گا میں مرد کو نہیں جانا فرشتہ نے جواب میں کہا کہ یہ خدا کے آگے ناممکن نہیں ہے اور قبل ہمبستر ہونے شوہر کے اسکو حمل ہو گیا - خدا تعالی نے اس دعوی کی پوری شہادت دی - اور اس بیان انجیل کے لفظ بلفظ تصدیق کر دی اور باوجود عادت مخالفت اہل کتاب کے اس امر میں انکی مخالفت نہیں کی - نہ یہ فرمایا کہ یوسف نے مریم کو فلان وقت مس کیا اور نہ یہ فرمایا کہ حمل یوسف سے ہوا پس اس شہادت قرآن کی نسبت جناب مخاطب کا یہ کہنا کہ اسمیں پہلے وقت کی حکایت ہے اور اسی وقت کی نظر سے یہ شہادت دی گئی ہے اور جو اسکے بعد یوسف نے مریم کو مس کیا ہو اسکو خدا نے قرآن میں ذکر نہیں کیا بعینہ وہی تجویز ہے جو شہادت عمرو میں بیان ہوئی ہے اور اسمیں خدا تعالی پر نافہمی و بے دیانتی کی تہمت وارد ہوتی ہے تعالی اللہ عما یقول الظالمون

علوا کبیرا

اور اگر آپ کے نزدیک یہ اسکی نظیر نہین ہے تو آپ سے یہہ سوال ہے کہ آیۃ لم یمسسنی بشر مین تو
ن ابجد نے زمانہ سابق کا ذکر ہے پہر ذکر مس کرنیکا جو زمانہ مابعد مین واقع ہوا ہے کون سی آیۃ مین پایا
جاتا ہے براہ مہربانی اس آیۃ سے نشان دین یا اپنی تجویز کو اس تجویز کی نظیر سمجھکر خدا تعالی پر
الزام و اتہام نافہمی و بے دیانتی سے باز آوین ؛

دوسری بات (یعنی متصل ولادت مسیح کو اُٹھا لانے) مین آپنے یہ **بحث کی** ہے کہ جملہ
مفسرین تسلیم کرتے ہین کہ یہ واقعہ ولادت کے متصل واقع نہین ہوا اسکے بعد ہوا ہے کوئی مدت
زمانہ مابعد کے چالیس دن قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر ابن عباس مین ہے ابو القاسم بلخی زمانہ
عمر مراہق و قریب بلوغ قرار دیتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین اُن سے منقول ہے اور ہم (خود
بدولت) باستدلال اس آیۃ قرآن کے جسمین ذکر ہے کہ مسیح نے اُسوقت اپنے تئین نبی کہا
زمانہ نبوت قرار دیتے ہین جو بشہادت انجیل لوک باب ۲ بارہ برس کی عمر ہے۔

اس بحث کا جواب یہ ہے کہ جملہ مفسرین کیطرف اس امر کا نسبت کرنا کہ وہ واقعہ متصل ولادت
واقع نہین ہوا خلاف واقعہ ہے۔ ابن عباس و ابن مسعود و عمرو بن میمون وغیرہ مفسرین متاخرین سے
صاف صاف منقول ہو چکا ہے کہ اُٹھا لانا مسیح کا متصل ولادت واقع ہوا۔ ہان بعض مفسرین کا قول
ہے کہ چالیس دن نفاس کے گذر جانیکے بعد مریم مسیح کو اُٹھا لائی۔ مگر وہ روایت ظاہر قرآن کے
مقابلہ مین لایق تسلیم نہین ہے اور اگر اسکو مان بہی لیا جاوے تو اس سے اتصال فوت نہین ہوتا
اسلئے کہ اتصال کا فوت ہونا تخلل و حلول امر اجنبی سے متصور ہے اور چالیس دن نفاس کے جنون
ولادت کے ایام ہین اور شرعاً ولادت سے اجنبی نہین ہین بلکہ اسیکے حکم مین اور اسیکے متعلقات
سے ہین —

اور **ابو القاسم بلخی کا قول** ظاہر قرآن سے بہت بعید ہے اسلئے نہ لایق تعویل ہے نہ قابل
تاویل۔

تفسیر کبیر مین جس سے آپ نے وہ قول نقل کیا ہے اسکی نسبت کہا ہے کہ ابو القاسم کا قول بعید ہے

اما قول ابی القاسم البلخی فبعید ذلک لان الحاجة الی کلام عیسیٰ انما کانت عند وقوع التهمة علی مریم علیها السلام	اسلئے کہ کلام مسیح کی حاجت بوقت تہمت تہی یعنے پیچہے کر عمر مراہق ہونیکے وقت بتاہے اسوقت کی تہمت کو کیونکر اٹہا سکتا تہا

اب رہا آپ کا قول کہ وہ واقعہ زمانہ نبوت کا ہے اور زمانہ نبوت عمر دوازدہ سالہ مسیح ہے سو محض بے بنیاد ہے نہ قرآن اسکا مصدق ہے نہ انجیل - قرآن مین اسوقت صغر سنی کے سواء کوئی زمانہ نبوت مسیح کا قرار نہین دیا اور انجیل لوک باب ۲ وغیرہ مین بہی یہ پایا نہین جاتا کہ بارہ برس سے پہلے مسیح نے نبوت کا دعوی نہین کیا - غایۃ الامر یہہ کہ اس عمر سے پہلے انہون نے ابلاغ احکام و مباحثہ نکیا ہو - اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اسوقت سے پہلے وہ نبی نہ تہے یا انہون نے دعوی نبوت نہین کیا - تفسیر کبیر مین عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ مسیح کا حال صغر سنی مین یہ کہنا کہ مجہے خدا نے نبی کیا ہے اس معنی کر ہے کہ خدا نے میری تقدیر مین مجہے نبی کیا جسکا ظہور آیندہ ہوگا اگر وہ اس وقت نبی ہوتے تو شرایع و احکام بھی بیان کرتے - پہر اسکے جواب مین کہا ہے کہ جایز ہے

لم لا یجوز ان یقال مجرد بعثته الیهم من غیر بیان شیء من الشرایع والاحکام جایز ثم بعد البلوغ اخذ فی شرح تلک الاحکام فثبت بهذا انه لا امتناع فی کونه نبیا فی ذلک الوقت وقوله اتانی الکتب یدل علی کونه نبیا فی ذلک الوقت فوجب اجراؤه علی ظاهره - تفسیر کبیر ص ۷۹۴ جلد ۵	اسوقت صرف نبوت بلا بیان احکام ہوگئی ہو پیچہے کر بعد بلوغ مسیح کے ان احکام نبوت کا بیان ہوا ہو - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت مین انکا نبی ہونا محال نہین ہے اور انکا قول مجہے خدا نے نبی کیا اسیوقت نبی ہونا بیان کرتا ہی پس اسکا ظاہری معنی پر حمل کرنا واجب ہی -

تیسری بات (یعنی اسیوقت مریم پر تہمت بدکاری لگائی جانی) مین آپنے یہ بحث کی ہے کہ زمانہ ولادت مسیح مین کسینے مریم پر بدکاری کی تہمت نہین لگائی بلکہ یہ تہمت تیسری صدی سے سرزد ہوئی ہے جبکہ عیسائیون نے مسیح کو خدا کا بیٹا کہنے مین زیادتی کی اور لفظ فری آیۃ لقد جئت

شیطانیا نہ یا مین بمعنی بہتان نہین بلکہ بمعنے عیب ہے اگر یہودی اس لفظ کو بمعنی بہتان و بدکاری بولتے تو حضرت مسیح اپنی ماں مریم کی اس سے براءت کرتے۔

اس بحث کا جواب یہ ہو کہ تیسری صدی مین مریم کے متہم ہونے پر آپ نے کوئی شہادت و سند پیش نہین کی اور آپ کی روش و عادت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپنے کسی یہودی یا نصرانی سے لی ہے اور ظاہر قرآن سے سابقاً خوب ثابت ہو چکا ہے کہ اسیوقت ولادت مین مسیح کو اُٹھا لانے پر یہودیون نے یہ بات کہی تہی۔ پہر اسکی مقابلہ مین کسی یہودی یا نصرانی کی بات کو کوئی مسلمان کب سُن سکتا ہو۔ اور لفظ فری اگرچہ بمعنی عجیب و غریب بہی مستعمل ہوتا ہے مگر اسمقام مین ایسے قرائن سے وہ مستعمل ہوا ہے کہ اسکا بمعنی بہتان و بدکاری ہونا متعین ہے اسکا ثبوت بہی مفصل و مدلل گذر چکا ہے۔

رہا آپکا یہ اعتراض کہ اگر وہ لفظ بمعنی بدکاری بولا گیا ہے تو مسیح نے اُسکے جواب مین مریم کو تہمت بدکاری سے کیون بری نکیا۔ **اسکا جواب** یہ کہ مسیح نے اس لفظ کا جواب اس طرز سے دیا ہے کہ اس سے تہمت بدکاری کا جواب بہی ادا ئی ہوا اور اس فساد عظیم کا بہی انسداد ہوا۔ جو غالیان اتباع مسیح سے وقوع مین آنیوالا تہا۔ آپ فرماتے ہین مین خدا کا بندہ ہون خدا نے مجہے کتاب دی اور نبی کیا اور مجہے برکت والا بنایا اور ماں کے حقین محسن منیکو کار کیا۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ نہ مین خدا ہون نہ خدا کا فرزند مجہے بلا پدر مولود دیکہکر میرے اتباع اس غلط ضلالت مین نہ پڑین اور نہ مین مولود نا جائز ہون ایسا ہوتا تو ان کرامات کا مورد نہ بنایا جاتا اور نہ میری ماں مریم کرامت ایسی فرزند کی محل ہوتی +

تفسیر کبیر مین لکہا ہے اسوقت براءت مریم کی سخت حاجت تہی مگر مسیح نے اسپر تصریح نہ کی بلکہ اپنی عبودیت پر تصریح کی گویا اُس نے خدا سے تہمت ولد کا دور کرنا ازالہ تہمت والدہ سے بہتر سمجہا۔ اس مین والدہ کی تہمت کا

ان الآیۃ اشتدت الحاجۃ الیہ فی ذالک الوقت فاھو نفی تھمۃ الزنا عن مریم ثم بین عیسیٰ لم ینص علی ذالک وانما نص علی اثبات

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عبودیۃ تفسکانہ بحصل ازالۃ التھمۃ عن اللہ اولی من ازالۃ التھمۃ عن الام - والتکلم باذالۃ ھذہ التھمۃ عن اللہ یفید ازالۃ التھمۃ عن الام لان اللہ سبحانہ وتعالیٰ اخص الفاخرۃ ولد فی ھذہ الدرجۃ العالیۃ والمرتبۃ العظیمۃ واما التکلم باذالۃ التھمۃ عن الام لا یفید ازالۃ التھمۃ عن اللہ وکان الاشتغال بذلک اولی -

ہی ازالہ ہوگیا - اسمین اسکی والدہ کی کرامت کا اظہار ہے اور اگر وہ بدکار ہوتی تو محل مرحمت و موہبت ایسی صاحب کرامت و عالی درجت فرزند کی نہ ہوتی اور اگر وہ صرف براءت والدہ مین کچھ کلام کرتا تو اس سے تہمت خدا کا ازالہ نہ ہوتا -

چوتھی بات (یعنی مسیح کو اسی حالت صغیر سنی مین کلام کرنی) مین بہی آپ کی بہی بحث ہو کہ مسیح نے حالت صغر سنی مین کلام نہین کیا جسکا جواب بخوبی دیا گیا **علاوہ** برآن ایک بات آپنے یہ فرمائی ہے کہ معنی آیہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا کے بلحاظ لفظ کان جو ماضی ہے یہ ہین کہ ہم ایسے شخص سے کیونکر کلام کرین جو گہوارہ مین لڑکا تہا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ اس زمانہ تکلم مین بہی گہوارہ مین لڑکا تہا - اس کا جواب یہہ ہے کہ لفظ کان اس آیت مین زاید ہی جیسے آیۃ ھل کنت الا بشرا رسولا مین کنت زاید ہے چنانچہ بصیادی معالم کبیر وغیرہ سے نقل ہو چکا ہے اس زیادت پر دلیل دوسری آیۃ ہے جسمین ارشاد ہے کہ مسیح گہوارہ مین کلام کرے گا اور نیز متکلم الناس فی المھد وکھلا (آل عمران) وہ حدیث جو صفحہ (۶۷) مین نقل ہو چکی ہے آپنے اُس آیت کو نہ سوچا اور بدست آویز لفظ کان کے زمانہ کلام سے پیشتر مسیح کا لڑکا ہونا تجویز کر دیا -

یہہ آپ کی **مباحث** اور اُن کے **جوابات** ہین جن سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو آپنے تسلیم وجود مبنی و منشاء دعوی فریقین پر نکتہ چینی کی ہے وہ محض خیالات و مجرد احتمالات مقابل ظاہر آیات ہین - اور ظاہر قرآن سے بخوبی ثابت ہو کہ خدا نے دعوی فریقین کے مبنی و منشاء کو قرآن مین مان لیا اور یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے پہر اسکے لازمہ و نتیجہ کو جو فریقین نے اس سے نکالا تہا رکہ وہ خدا یا فرزند خدا ہین یا مولود نا جایز باطل و رد کر دیا -

† ان کی تفصیل اور براہین کی تفصیل اور مریم پر انجیلی شہادت کا بیان بفضل ثبوت تیسری بات کے بصفحہ (۶۵) گذرا - منہ

اور اگر جناب مخاطب اس امر کو باوجود اس کامل ثبوت کے نہ مانین اور مکابرانہ چال اختیار کرکے فرمادین کہ خدا تعالی نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم نہین کیا تو پہر مقام ادعاء واستدلال سے اُتر کر آپ سی یہہ سوال ہے کہ خدا نے وجود مبنی دعاوی فریقین کو قرآن مین تسلیم نہین کیا تو پہر کیا اسکو ردّ کیا یا رد و تسلیم دونون سے سکوت فرمایا - ؟

شق اول کو اختیار فرمادین تو قرآن مجید سے اِس آیتہ کا نشان دین جسمین خدا تعالی نے وجود منشا دعاوی فریقین کو رد کیا اور یہہ فرمایا ہے کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا بلکہ وہ یوسف کا بیٹا ہے اور اگر **شق ثانی** کو اختیار کرین تو آپ پر یہہ اعتراض (جسکا جواب آپ سی قیامت تک ادا نہ ہوگا) وارد ہے کہ جس حالت مین خدا تعالی نے منشاء نزاع فریقین (جو اس مقدمہ مین بڑا بہاری امر تنقیح طلب تہا) کے رد و تسلیم سے سکوت فرمایا ہے - تو پہر اس تنازع مین فیصلہ کیا کیا ؟ اور وہ فیصلہ اثر و وقعت کیا رکہتا ہے ؟

ادنی جج عدالت ایسا فیصلہ نہین کرتا جسمین منشا نزاع فریقین کے تنقیح نہین کرلیتا ایسا کرے تو جج کو احمق سمجہا جاتا ہے اور اسکا فیصلہ نظر ثانی کے لئے مسترد ہوتا ہے -

پہر خدا تعالی احکم الحاکمین کے نسبت ایسے امر شنیع کا تجویز کرنا عاقل و منصف انسان سے کب متصور ہے اسکی **تشریح** ایک مثال سے کیجاتی ہے - زید نے عمرو پر چوری یا قتل عمد کا دعوی کیا اور منشاء اس دعوی کا یہ بتایا کہ زید نے عمر کو اپنے گہر پر رات کیوقت نقب یا قتل کے آلات لئے ہوئے اور مال مسروق یا نعش مقتول کو اُٹہائے ہوئے دیکہا ہے - اس مقدمہ مین اگر کوئی جج منشاء دعوی کی تحقیقات نہ کرے اور عمر کے زید کے گہر پر معہ آلات رات کو جانے اور مال مسروق و نعش مقتول اُٹہانیکے وجود و عدم سے بحث نہ کرے اور ان افعال کے لوازم سے بحث کرے اور یہ کہے کہ رات کیوقت ایک بھلے آدمی کا کسیکے گھر جانا چوری کے لئے متعین نہین ہے اور مال مسروق کے اُٹہانے سی بھی یہ لازم نہین آتا کہ وہی شخص چوری کا مرتکب ہے و بناءً علیہ اسکو چوری سے بری کرے تو وہ جج احمق متصور ہوگا اور اسکا فیصلہ مسترد کیا جائیگا

اور محکمہ اعلی سے اس مقدمہ مین تحقیقات منشاء دعوی کا کہ عمرو زید کے گہر رات کیوقت گیا ہے یا نہین اور اُس نے مال مسروق ونعش کو اُٹہایا ہے یا نہین حکم نافذ ہوگا۔ پہر اگر ثابت ہوا کہ عمرو زید کے گہر پر گیا ہی نہین یا گیا ہے تو معہ آلات نہین گیا تو اسی سے دعوی زید خارج ہوگا اور ان افعال کو تسلیم کرکے نفی لوازم سے کام نہ لیا جاویگا اور اگر عمرو کا معہ آلات جانا اور مال مسروق ونعش کو اُٹہانا ثابت ہوگا تو پہر ان افعال کے لوازم ومعانی سے بحث کرنا ضروری ہوگا

یہی حال مقدمہ مسیح کا ہے یہود ونصاری کا مسیح کے باب مین تنازع ہوا نصاری نے انکو خدا قرار دیا اور یہودیون نے مولود ناجائز بتایا۔ اور اس تنازع کا منشا مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیکا ادعاء وخیال پایا گیا ہے اسمین جو خدا تعالی نے فیصلہ کیا ہے اسکی نسبت یہ کہنا کہ خدا نے منشاء نزاع فریقین کے وجود وعدم سے تعرض نہین کیا صرف نفی لوازم سے کام لیا ہی وبناءً علیہ یہہ فیصلہ کیا ہے کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونیسے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا لازم نہین آتا۔ خدا تعالی کو اس نادان جج کا ہمسر بنانا اور اس احکم الحاکمین پر یہ الزام لگانا ہے کہ اُس نے مبنی ومنشاء نزاع فریقین کو نہین سمجہا یا دیدہ ودانستہ اسکی تحقیق وتنقیح سے اغماض کرکے خلاف عقل فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ امر جناب احکم الحاکمین کی نسبت کمال جرات ونہایت بی ادبی ہے لاجرم اعتراف اس امر کا کہ خدا تعالی نے اس فیصلہ مین منشاء نزاع فریقین کو رد یا تسلیم کرکے اس نزاع کا فیصلہ کیا ہے لازم وواجب ہی۔ پس ہمنے تو بشہادت ظاہر قرآن ثابت کر دکہایا ہے کہ خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع فریقین کو تسلیم کرکے نفی لوازم سے کام لیا ہے اور یہہ کہدیا ہے کہ بیشک مسیح آدم کیطرح بغیر باپ پیدا ہوا ہے اور وہ صرف مریم کا بیٹا ہے مگر اس سے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا ثابت نہین ہو سکتا یہہ ہو تو چاہیے کہ آدم کو بہی خدا یا مولود ناجایز کہا جاوے مگر اسکا کوئی فریقین سے قایل نہین ہے۔ آپ کے نزدیک اگر یہ امر غلط ہی اور خدا تعالی نے وجود منشاء نزاع کو قرآن مین رد کر دیا ہے تو آپ اس آیۃ قرآن کا جسمین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونیکو رد کر دیا اور یوسف کو مسیح کا باپ قرار دیا ہے نشان دین ✦

آپ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو منشاء نزاع فریقین کے قرآن مین رد ہونے کا ادعا ہے نہ مسلّم ہونیکا اعتراف بلکہ آپکے خیال مین خدا تعالی نے اِس رد و تسلیم سے سکوت کیا ہے اور بطور فرض محال اسکو فرض کر کے اسکی لازمہ و نتیجہ کو باطل کیا ہے چنانچہ بجواب روایت وفد نجران کے جو بصفحہ (۶۹) منقول ہوئی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر یہہ روایت صحیح مانی جاوے تو اِس سے یہہ لازم نہین آتا کہ آنحضرت نے حضرت عیسی کا بن باپ پیدا ہونا تسلیم کر لیا ہو کیونکہ یہہ دلیل بطور دلیل الزامی کی ہے - دلیل الزامی مین اس سے بحث نہین ہوتی کہ جو مقدمہ مخالف نے قایم کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط بلکہ اسکے مقابلہ مین ایک اور مقدمہ مسلمہ پیش کیا جاتا ہے جس سے مخالف کی دلیل باطل ہوتی ہے - پس اسمقام پر دلیل الزامی اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض تم بوجہہ بن باپ پیدا ہونیکے تا آخر عبارت جو حاشیہ صفحہ (۶۸) مین گذری ہے - مگر یہ خیال کرنا خدا تعالے کو اُسی نادان جج کا ہمسر بنانا ہے اور اس اعتراض کا مورد ٹھرانا کہ جس حالت مین خدا کے نزدیک اور نفس الامر مین مسیح بن باپ پیدا نہ ہوا تہا تو خدا تعالی نے ایک امر غیر مسلم (اسکا بلا باپ پیدا ہونا) کیون فرض کر لیا پہر بفرض اسکے وجود کے نفی لوازم و ابطال نتیجہ کے کیون درپے ہوا - یہی کیون نہ کہدیا کہ مسیح تو یوسف کا بیٹا ہے اسکو بلا پدر صرف مان کا بیٹا کیون کہا جاتا ہے اور اس سے اسکا خدا یا مولود ناجایز ہونا کیون نکالا جاتا ہے - اِس صورت مین صرف ایک اس لفظ کے کہنے سے (کہ یہہ تو یوسف کا بیٹا ہے) دونون فریق کا دعوی باطل ہو جاتا اور مثل یک گزو دو فاختہ کا مضمون جلوہ دکہاتا - اور اگر بطور تنزل دلیل الزامی کا قایم کرنا منظور تہا تو بہی اولاً دلیل تحقیقی کو قایم کر لیا ہوتا پہر اسکی تائید و متابعۃ مین دلیل الزامی کو پیش کر دیا ہوتا اور یون کہا جاتا کہ اولاً تو تمہارا خیال کہ مسیح بلا پدر پیدا ہوا ہے محض غلط ہی اور مسیح یوسف نجار کے تخم سے پیدا ہوا ہے ثانیاً اگر بطور فرض محال اسکو فرض بہی کیا جاوے تو اس سے دعاوی فریقین کا ثابت ہونا ممکن نہین ہے -

اصلی و تحقیقی بات سی (کہ مسیح بلا پدر پیدا نہین ہوا یوسف کے تخم سے پیدا ہوا ہے) تعرض نکرنا

اور برخلاف واقعہ مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا فرض کرکے اسکی لازمہ و نتیجہ کو باطل کرنا اُسی نادان جج کا سا کام ہے۔ اور الٹی ناک بتانا اور سیدہی راہ چہوڑ کر ٹہڑہی راہ اختیار کرنا اسیکا نام ہے

ہم جناب مخاطب سے قسم دیکر پوچہتے ہین کہ خدا کے نزدیک مسیح کا بلا باپ پیدا ہونا مسلم نہ تہا۔ تو اس صورت مین ابطال خیال یہود و نصاری کے لئے یہہ کلمہ کہدینا کہ وہ یوسف کا بیٹا ہی سہل و آسان و مختصر مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن تہا یا اسکو بطور فرض محال مانکر اسکے لوازم و نتائج کو باطل کرنا۔ غور و انصاف کو کام مین لاوینگے تو اسی مختصر کلمہ کہدینے کو سہل و آسان و مقتضائے فصاحت و بلاغت قرآن فرمائینگے۔ بناءً علیہ اگر خدا کے نزدیک مسیح بلا باپ پیدا نہ ہوا تہا تو خدا تعالی کو (جو فصاحت و بلاغت قرآن مین مدعی اعجاز ہے) اس موقع پر مسیح کو یوسف کا بیٹا کہنا واجب تہا جس سے بکلمہ واحد یہود و نصاری دونون کا خیال باطل ہوجاتا اور بحسب رواج و عادت یہود و نصاری ان کو ابن مریم کہنا جایز نہ تھا۔

بالجملہ اول تو ظاہر قرآن سی مسیح کا بغیر باپ پیدا ہونا ثابت ہی اور الفاظ و سیاق قرآن کی اسپر شہادت موجود ہے۔ اور جو اسمین جناب مخاطب نے نکتہ چینیان اور بحثین کی ہین وہ سب مدفوع ہین اور اگر کوئی پہر بھی اس امر کو نمانے تو قرآن مین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے کو رد نکرنا اور مسیح کو کسی باپ کا بیٹا نہ کہنا تو ہر کسیکو ماننا پڑتا ہے اور یہہ عین مسیح کے بلا پدر پیدا ہونے کی تسلیم ہے ؛

اس سے ثابت ہوا کہ استدلال اہل اسلام ظاہر قرآن سے بجمیع اجزا بلا مزاحمت صحیح و قایم ہے اور مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا قرآن سے بخوبی ثابت ہے۔ آیندہ توفیق فہم منجانب ؛

جناب مخاطب نے قرآن کے اور الفاظ (جنسے مسیح کا بلا پدر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے) سے بہی بحث کی ہے مگر چونکہ ہمنے ان الفاظ سے استدلال نہین کیا۔ اسلئے ان ابحاث مخاطب کا نقل کرنا پہر ان کا جواب دینا ہمنے ضروری نہین سمجہا۔ ناظرین ان ابحاث کو ان ہی ابحاث اربعہ پر جنکا ہمنے جواب دیا ہے قیاس فرماوین ؛

خاتمہ مضمون التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

بیان حقیقت اصل پنجم

(یعنی ایمان بعث بعد الموت)

مرنیکے بعد اُٹھنے کی نسبت مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ مُردے جسمون کے ساتھ اُٹھائے جاوینگے جیسے پہلی دُنیا مین آئے ہین - پھر ان ہی اجسام کے ساتھ نیک و بد کی جزا و سزا بہشت و دوزخ مین پاوینگے - اور بہشت و دوزخ مین جسمانی نعیم و آلام ہونگے - یہ اعتقاد بھی مسلمانون کو خدا و رسول نے سکھایا ہے اور قرآن و حدیث مین بتفصیل و تشریح آچکا ہے ؛

سورہ انبیا مین ارشاد ہوا ہے جیسے ہمنے مخلوق کو پہلی دفعہ بنایا ہے ایسا ہی دوبارہ پیدا کرینگے -

کما بدانا اول خلق نعیدہ (انبیا ۷)

اور سورہ بنی اسرائیل مین ارشاد ہوا ہے منکر کہتے ہین جب ہم ہڈیان اور بوسیدہ ہوجاوینگے کیا ہم نئے سرے اُٹھائے جاوینگے تو کہدے تم پتھر یا لوہا یا اس سے بھی کوئی زیادہ سخت چیز ہوجاؤ (یعنی پھر بھی خدا تمکو زندہ کریگا) کہتے ہین ہمین کون دوبارہ پیدا کریگا - تو کہدے وہ جس نے پہلی دفعہ بنایا ؛

وقالوا اذا کنا عظاما ورفاتا اانا لمبعوثون خلقا جدیدا قل کونوا حجارۃ او حدیدا او خلقا مما یکبر فی صدورکم فسیقولون من یعیدنا یعیدنا قل الذی فطرکم اول مرۃ -

(بنی اسرائیل ۵)

اور سورہ یٰسین مین ارشاد ہے - کہتے ہین کون ہڈیون کو زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہوجاوین گی - تو کہدے جس نے انکو پہلے پیدا کیا وہ زندہ کریگا ؛

قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ (یٰسین ۸)

اس مضمون کی آیتین قرآن مین نہایت کثرت سے موجود ہین - اور وہ اس صراحت و وضاحت کے ساتھ حشر جسمانی کے مثبت ہین کہ انمین کسیکو انکار و تاویل کی گنجایش نہین ہے اسی نظر سے علماء اسلام نے بالاتفاق حشر جسمانی سے انکار و تاویل کو کفر ٹھہرایا ہے چنانچہ نمبر ۴ جلد ۲

مین بصفحہ ۹۰ اور نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ جلد ۳ مین اسکی تفصیل بخوبی ہو چکی ہے۔
ایسا ہی نعماء و آلام بہشت کے جسمانی ہونیکی تفصیل و دلیل نمبر ۵ جلد ۳ مین ہو چکی ہے
پھر اہل اسلام کے اعتقاد مین اصول ایمان کے حقایق ہین ان حقایق کا ناظرین ان
حقایق سے جو آنریبل صاحب نے بیان کیے ہین موازنہ کرین۔ پھر انصاف سے داد دین کہ آپ
مسایل اسلام کے حقایق بیان کر رہے ہین یا اُن کی بیخ کنی کر رہے ہین تسپر بھی دعوی
کہ امام غزالی تو بحث حشر اجسام و جسمی نعیم و آلام سے طالبین متردد دین کو منع کرتے ہین
اور ہم اُنکے سامنے حشر و نعیم کے حقایق بیان کر کے اُن کے تردد کو ہٹاتے اور انکو اسلام
کیطرف بلاتے ہین" آپ کے مونہہ سے کب زیبا ہے۔

نمبر ۷ جلد ۳ صفحہ ۲۲۶ سے یہانتک امام غزالی کے اس قول کی کہ مؤل اصول ہمہ اہل اسلام
کافر ہے تفصیل و تائید سے اب بقیہ اقوال امام غزالی کی تشریح و تائید قلم مین آتی ہے۔
اسکے بعد امام صاحب نے فرمایا ہے تو جان لے کہ جن امور سے کفر ثابت ہوتا ہے اور جن سے

اعلم ان شرح ما یکفر به وما لا یکفر	نہین ہوتا اُنکی شرح ایسی تفصیل و تطویل چاہتی
به یستدعی تفصیلا طویلا یفتقر فیه	ہے کہ اسمین ہر ایک قول و مذہب کو ذکر کرنا پڑتا ہے
الی ذکر کل المقالات والمذاهب وذکر شبهة	جسپر کئی جلدین حاوی نہین ہو سکتی اور نہ ہمارے
کل واحد ودلیله ووجه بعده عن الحق	اوقات مین اسکی شرح کی گنجایش ہے اسلئے
ووجه تاویله فذلک لا یحویه مجلدات	اب تو اس باب مین ایک وصیت اور ایک قانون
ولیس یتسع لشرح ذلک اوقاتی فاقنع	پر قناعت کر لی وصیت تو یہ کہ تو اہل قبلہ
الآن بوصیة وقانون اما الوصیة	سے اپنی زبان کو روک جبتک وہ لا الہ الا اللہ
فان تکفّ لسانک عن اهل القبلة ما	محمد رسول اللہ کہین اور اسکی مخالفت نکرین
امکنک ما داموا قایلین لا الٰه الا الله	مخالفت کی صورت یہہ ہے کہ وہ رسول اللہ کا کسی عذر
محمد رسول الله غیر مناقضین لها	سے یا بلا عذر جھوٹ بولنا تجویز کرین جیسے منکرین

والمناقضة تجويزهم الكذب على
رسول الله بعذر او بغير عذر فان
التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر
فيه - واما القانون فهو ان يعلم
ان النظريات قسمان قسم يتعلق باصول
العقايد وقسم يتعلق بالفروع واصول
الايمان ثلثة الايمان بالله تعالى وبالرسول
واليوم الآخر وما عداه فروع -
فاعلم انه لا يكفر في الفروع اصلا لكن في بعضها
تخطية كما في الفقهيات وفي بعضها تبديع
كالخطاء المتعلق بالامامة واحوال الصحابة رض
اعلم ان الخطاء في اصول الامامة و
تعيينها وشروطها وما يتعلق بها لا يوجب
شيء منها التكفير فقد انكر ابن كيسان اصل
وجوب الامامة ولا يلزم تكفيره ولا يلتفت
الى قوم يعظمون امر الامامة ويجعلون الايمان
بالامامة مقرونا بالله ورسوله ولا الى
خصومهم المكفرين لهم بمجرد مذهبهم
في الامامة فكل ذلك اسراف اذ ليس في واحد
من القولين تكذيب الرسول اصلا ومهما وجد
التكذيب وجب التكفير وان كان في الفروع

حشر ونعیم وآلام جسمانی کہتے ہین کہ حشر جسمانی ونعیم
وآلام حسی کا حقیقت مین تو وجود نہین ہے مگر چونکہ
اسکے بیان مین عوام کی اصلاح وہدایت متصور ہے
اسلئے پیغمبر نے بحکم دروغ مصلحت آمیز بہ اسکو بیان
کردیا) جو لوگ ایسے نہ ہون اُنکی تکفیر مین اندیشہ گناہ ہے
اور سکوت مین کوئی اندیشہ نہین ہے - قانون تکفیر یہہ
ہے کہ جن باتون مین فکر ونظر کیجاتی ہے دو قسم ہین
ایک قسم متعلق اصول ایمان قسم دوم متعلق فروع
اصول ایمان تین ہین (۱) خدا پر ایمان (۲) رسول
پر ایمان (۳) پچھلے دن پر ایمان (جنکو دوسرے محاورہ
مین توحید ونبوت ومعاد سے تعبیر کیا جاتا ہے) انکے سوائے
اور جو عقاید کی باتین ہین وہ اُن اصول کے فروع
یعنی شاخین ہین - پس جان لے کہ مسایل فروع
مین تو ہرگز تکفیر نچاہیے ہان بعض مسایل ہین (جیسے
فقہی مسایل ہین) نسبت بہ خطا اور بعض مین نسبت
بسوی بدعت جیسے خطا متعلق مسئلہ امامت وحالات
صحابہ ہے - یہہ جان رکھہ کہ اصول امامت اور اسکی
تقرری وشروط ومتعلقات مین خطا موجب تکفیر نہین
ہے دیکھو ابن کیسان نے اصل وجوب امامت کو نہین مانا
اور اسکی تکفیر لازم نہین ہے اور اسباب مین وہ لوگ قابل
التفات نہین ہین جو اس امر کو بڑہاتے ہین اور اس

فلو قال قائل البيت الذي بمكة ليس
هو الكعبة الذي امر الله تعالى بحجها
فهذا كفر اذ ثبت تواترا عن
رسول الله صلعم خلافه فلو انكر
شهادة الرسول لذلك البيت بانه
الكعبة لم ينفعه انكاره بل نعلم قطعا
بانه معاند في انكاره الا ان يكون
قريب عهد بالاسلام ولم يتواتر
عنده ذلك وكذلك من نسب ام المومنين
عايشة رضي الله عنها الى الفاحشة
وقد نزل القرآن ببراتها فهو كافر لان
هذا وامثاله لا يمكن الا بالتكذيب فهذا
حكم الفروع واما الاصول الثلثة
فكل ما لم يحتمل التاويل في نفسه و
تواتر نقله فلا يتصور ان يقوم برهان
على خلافه فمخالفته تكذيب محض و
مثاله ما ذكرنا من حشر الاجساد
واحاطة علم الله تعالى بتفاصيل
الامور - وما يتطرق اليه احتمال
تاويل ولو بالمجاز البعيد فينظر فيه
الى البرهان فان كان قاطعا وجب القول به

ایمان امامت کو ایمان خدا اور رسول کے ساتھہ ملاتے ہین
اور انکے مقابل بہی قابل التفات نہین جو انکو اس مذہب کے
سبب کافر بتاتے ہین - دونون جانب مین زیادتی ہی ان دونون
قولون مین کسی جانب تکذیب رسول نہین پائی جاتی - اور جہان
تکذیب رسول پائی جاویگی وہان تکفیر ثابت ہوگی اگرچہ فروعات
مین ہو جیسے کوئی کعبہ کی نسبت کہی کہ جو گہر مکہ مین ہے
یہہ وہ کعبہ نہین ہی جسکے حج کا خدا نے حکم دیا ہے یہہ کہنا کفر
ہی اسلئے کہ آنحضرت سی اس گھر کا کعبہ ہونا بتواتر ثابت ہی
پس جب وہ آنحضرت کی شہادت کعبہ کی نسبت نہین مانتا
تو یہہ اسکا انکار کارآمد نہین ہے بلکہ یقینا معلوم ہی کہ یہ شخص
ایسے انکار مین عمدا خلاف حق کرتا ہے ہان جو نیا مسلمان
ہو اور اسکو کعبہ کا حال معلوم نہو وہ اس حکم سے بری ہے
ایسا ہی وہ شخص جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگاوی (حالانکہ
قرآن نے انکو بری کر دیا ہے) کافر ہے یہہ امر بہی بدون
تکذیب ممکن نہین ہی - یہہ تو فروع کا حکم ہے - اب رہی مسایل
اصول سو انمین جو محتمل تاویل نہین اور بہ نقل متواتر ثابت
ہین انکی خلاف پر دلیل کا قایم ہونا ممکن نہین پس انکی مخالفت
محض تکذیب ہے اسکی مثال حشر اجسام و علم الٰہی متعلق جزئیات
ہی جنکی مؤول کا کفر سابقا مذکور ہو چکا ہی اور جو محتمل تاویل ہین
بطور مجاز بعید کیون نہون انکی دلیل تاویل کو دیکہا جاے
اگر وہ دلیل قطعی ہی تو تاویل کا قایل ہونا واجب ہی ولیکن

لكن بكتمان فى اظهاره مع العوام ضرر لقصورفهمهم فاظهاره بدعة وان لم يكن الامر كذلك فاظهاره مفيد ظن غالب ومع ذلك اس تاويل كا دين مين ضرر سخت نهين هى جيسے معتزله كا رويت بارى كو (بتاويل) نفى كرنا كه ذلك لايعظم ضرره فى الدين كنفى المعتزلة الرؤية عن البارى تعالى فهذه بدعة وليس بكفر فى الدين وانما يتبع

ولیکن اگر اظہار تاویل مین عوام کا قصور فہم کے سبب ضرر ہے تو اسکا اظہار بدعت ہی اور اگر وہ دلیل تاویل قطعی نہین ہے مفید ظن غالب ہی ومع ذلک اس تاویل کا دین مین ضرر سخت نہین ہی جیسے معتزلہ کا رویت باری کو (بتاویل) نفی کرنا تو یہہ تاویل بدعت ہی کفر نہین اور جس کا ضرر ظاہر ہو وہ محل نظر واجتہاد ہی محتمل ہے کہ اُس سے کفر ثابت ہو یا نہو۔

اس بات کی تشریح امام صاحب نے بعض تمثیلات سے کی ہے پھر کہا ہے یہان ایک دُوسرا قاعدہ پر متنبہ کرنا ضروری ہے کہ کبھی مخالف نص متواتر سے مخالفت کرتا ہے اور یہہ سمجھتا ہی کہ وہ تاویل کرتا ہی ولیکن اسکی تاویل زبان عرب مین (قریب و یا بعید) کہین ظاہر نہین ہوتی ایسی مخالفت نص بھی کفر ہے اور اسکا مرتکب مکذب ہی اگرچہ وہ اپنی زعم مین مؤول ہے۔

فلابد من التنبيه لقاعدة اخرى وهى ان المخالف قد يخالف نصا متواترا ويدعى انه مؤول ولكن تاويله لا اثر له اصلا فى اللسان العربى فهو مكذب للنص وان يزعم انه مؤول فى زعمه فذلك كمن ضحك على لحية غيره وقال انى اعلم ان قصدك من هذا الضحك كذا وكذا

اِس قول پر مخاطب نے چھ اعتراض کیے ہین جنمین ایک اعتراض نیا ہی باقی پانچ وُہی ہر ایک اعتراض مین جنکے جوابات ہم دے چکے ہین۔ پھر اُن پانچ اعتراضون مین سے پہلے چار اعتراضون کی بنا، اسی ایک بات پر ہے کہ تاویل وتکفیر کے باب مین عندیہ وخیال مؤل کا لحاظ ضروری ہے کہ آیا وہ ہر زعم خود اپنی تاویل مین ہنکر و مکذب نبی ہے یا نہین جسکو ہم تفصیل باطل کر چکے ہین گویا یہہ اعتراضات اعادہ اعتراضات سابقہ ہین اور تطویل بلا طائل و تحصیل حاصل۔

اوّل آپ یہہ تمہید فرماتے ہین کہ زمانہ امام غزالی سے آجتک لوگون پر یہہ آفت پھیلی ہوئی ہی کہ لوگون کے اقوال لیکر اُن کا مطلب از خود قرار دیکر اسپر تکفیر کو قرار دیتے ہین اور حقیقت مین کسی قول پر گو وہ کیسا ہی صریح ہو جب تک کہ اسکا قایل خود کفر و تکذیب رسول کا مدعی نہو فتوی کفر

نہین دیا جاسکتا +

پہر اسپر چار اعتراض متفرع کرتے ہین (۱) جو شخص کہتا ہے کہ خانہ کعبہ جو مکہ مین ہے وہ کعبہ نہین ہے جسکے حج کا قرآن مین حکم ہے اگر وہ اپنے قول کا مطلب یہہ بیان کرے کہ جو خانہ کعبہ آنحضرت کے وقت مین تہا وہ نہین رہا عبداللہ بن زبیر کے وقت مین جل گیا جب ابن الزبیر نے بنایا حجاج نے اسکو ڈہایا۔ اب یہ خانہ کعبہ وہ نہین ہے اسکے قول سے انکار یا تکذیب رسول کیونکر لازم آتی ہے جسپر امام صاحب نے بنا تکفیر قایم کی ہے +

(۲) جو عایشہ صدیقہ پر بہتان لگاتا ہے اگر وہ آیات قرآن (جو عایشہ کی براءۃ مین نازل ہوئی ہین) کی نسبت یہہ کہے کہ یہہ حضرت عایشہ کے حق مین نازل نہین ہوئی تو اسپر الزام انکار قرآن کیونکر عاید ہوسکتا ہے +

(۳) جو حشر اجسام وجنت ونار وعلم خداوندی متعلق جزئیات کی نسبت امام صاحب نے فرمایا ہے کہ یہہ امور نص متواتر سے ثابت ہین اُن کے خلاف پر برہان کا قایم ہونا ممکن نہین ہے اسلئے انکا مؤل کافر ہے یہ امام صاحب کے نزدیک مسلم ہوگا اور ممکن ہے کہ مؤل کے نزدیک ایسا نہو یعنی یہہ امور نص متواتر سے ثابت نہ ہون

(۴) جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر دلیل تاویل قطعی ہو تو اسکو ماننا چاہئے اسمین یہہ بیان نہین فرمایا کہ کس کے نزدیک یعنی ممکن ہے کہ مؤل کے نزدیک ہر دلیل تاویل (خواہ کیسی ہو) قطعی ہو +

اعتراض پنجم۔ امام صاحب نے درصورت ضرر عوام تاویل مُدلّل بدلیل قطعی سے بھی منع کیا ہی لیکن اگر اکثر عوام ہی کے دل مین شبہات ہون تو کیا کرنا چاہئے +

اعتراض ششم۔ امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکی تاویل لسان عرب کے موافق نہ ہو وہ مکذّب ہی اگرچہ بزعم خود مکذب نہ ہو مگر وہ اسبات کو بہول گئے ہین کہ جو لغات عرب بطور نقل ہم تک پہنچے ہین وہ خود ظنی ہین اور فراء وسیبویہ کی نقل سے پہنچے ہین جسکی بحث مستوعب قاضی ابوالولید سے

ہمنے تفسیر مین نقل کی ہے۔ پس ایسے ظنی امر پر تکفیر کی بناء کیونکر ہو سکتی ہے ؛

الجواب

آپ کی تمہید اور پہلے پانچون اعتراض کا جواب تو ہم سابقاً بہ تفصیل تحریر کر چکے ہین اسمقام مین ان اعتراضات اور تمہید کی نقل کرنیسے مقصود صرف اس امر کا اظہار ہے کہ ان اعتراضات مین آپنے اعتراضات سابقہ کا اعادہ کیا ہے

تمہید اور پہلے چار اعتراضون کا جواب تو جلد سوم کے نمبر ۷ صفحہ (۲۱۳) اور نمبر ۸ صفحہ (۲۲۶) و ۲۳۳ مین موجود ہے جسمین صاف بیان ہے کہ منافقون اور مرتدون اور زندیقون کے فعل و قول سے باوجود انکے اعتراف کلمہ شہادت و اقامت شعار شریعت کی تکذیب و انکار نکالنا اور اسپر حکم کفر و ارتداد جاری کرنا آفت نہین ہے جسمین امام غزالی اور اُن سے پچھلے علماء مبتلا ہین بلکہ یہہ عین اسلام کی ہدایت ہی جسپر آنحضرت صلعم اور اُن کے اصحاب اور انکے اتباع سلف اُمۃ کا عمل رہا ہے اور منکر قطعیات اور مؤول نصوص متواترہ (جیسے آیات حشر اجسام و علم باری متعلق جزئیات) گو اپنے زعم مین منکر و مؤول قطعی نہ ہو اور یہ نصوص اُسکے نزدیک نصوص متواترہ نہون۔ نفس الامر مین کافر ہے اور اسباب مین اسکی زعم و خیال و اعتقاد کا لحاظ ضروری نہین ہے ؛

جواب سابق سے علاوہ اعتراض اول و دوم کا جواب یہہ بھی ہے کہ منکر کعبہ کا بنظر منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے کعبہ حال سے انکار کرنا و بناءً علیہ حج کعبہ حال سے انکاری ہونا اسکو مکذیب رسول سے بری نہین کرتا یقیناً معلوم ہے کہ رسول نے اسی کعبہ کا (خواہ سو بار منہدم ہو کر نیا تیار ہو) حج فرض کیا ہے پھر بہانہ منہدم ہو جانے کعبہ سابق کے اِس کعبہ کی حج سے انکار کرنا تکذیب رسول نہین تو کیا ہے ؟

اِس انکار و تاویل کی نظیر یہ ہے کہ کوئی فرضیت نماز سے انکار کرے اور اِس نماز کی جو قرآن مین مذکور ہے یہہ تاویل کرے کہ وہ نماز اشخاص ملک عرب اور زمانہ رسالت کے ساتھہ مخصوص ہے

پہر کیا یہہ شخص ایسی تاویل وانکار مین منکر قرآن ومکذب رسول نہین ہے - اسکے نظایر اور بہت ہین جو نمبر ۷ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۹۷ مذکور ہین - ایسا ہی جو شخص حضرت عایشہ پر وہ تہمت جس سے انکو خدا ورسول نے بری کیا ہے) لگاوے اور آیات قرآن (جنکا حضرت عایشہ کی براءت مین نازل ہونا بشہادت رسول ثابت ہی) اُن کے حقمین نازل ہونا نمانے مکذب رسول نہین تو کون ہے -

اور اگر کہو کہ یہہ شہادت آنحضرت کے تواتر سے ثابت نہین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ لفظی نہ سہی معنوی تواتر تو اسمین موجود ہے آنحضرت کے وقت سی اسوقت تک ہر عصر وقرن مین حضرت عایشہ کا بشہادت رسول ان آیات براءت کا مورد ہونا متوارث چلا آتا ہی جیسے ہیئت مخصوصہ نماز کا مصداق لفظ نماز ہونا -

اعتراض پنجم کا جواب نمبر ۷ جلد ۳ صـ۲۱۷ مین موجود ہے جسکا حاصل یہہ ہی کہ امام صاحب نے اُن لوگون کو جنکو شک وشبہات پیش آتے ہین بحث تاویل سے منع نہین کیا بلکہ اُن لوگون کو منع کیا ہے جو اس بلا سے محفوظ ہین - اس تخصیص پر دلیل اُنکا وہ صاف وصریح قول ہے جو آخر رسالہ تفرقہ مین اُنہون نے کہا ہے اور وہ سابقاً منقول نہین ہوا - آپ فرماتے ہین اگر ہم مداہنۃ کو چہوڑ دین اور بلا جانب داری حق کہین تو یہہ ہے کہ علم

واذا ترکنا المداهنة ومراقبة الجوانب صرحنا بان الخوض فی الکلام حرام لکثرة آفاته الا لاحد الشخصین احدهما رجل وقعت له شبهة لیست تزول بکلام مرتب وغطی ولا بحدیث نقلی فیجوز ان یکون القول المرتب الکلامی رافعا لشبهة ودواء لمرضه فاستعمله

کلام مین (جو بحث وتاویل کی جڑ ہے) خوض کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین - ولیکن دو شخصون کے لئے جائز ہے - ایک وہ جسکو خود شبہ پیدا ہو گیا ہو جو بدون علم کلام زائل نہ ہو سکے اسکو رفع شبہ کے لئے اسکا استعمال بقدر ضرورت جائز ہے -

دوسرا وہ جو خود کامل العقل ہے اور دین مین ثابت

واشتغل به عن الصلوة التي هي عماد الدين ليس ذلك العلم فرضا عينا ويشارك فيه ويفسقه اشكالا
والذي نختاره ان كل احد اذا سمع القدح في الدين يريد ان يحصل هذه
الضعفة ليدافع به عن الدين اذا وقعت شبهة وليعلم بطلانها عند
اذا سنح له ذلك هذا العلم من فروض الكفاية اذا قام به واحد سقط عن الباقين
يزيل الشك في حق الشاك فرض عين اذا لم يمكن ازالته الا به

قدم وہ اس کلام کے ذریعہ سے اور لوگون کی شبہات مٹانے اور اہلبدعت کے ملزم کرنیکا قصد رکھتا ہو اسکو اس غرض کے لئے یہ علم سیکھنا فرض کفایہ ہے اور پہلے شخص کے لئے فرض عین اگر اسکے سوائے اسکے اعتقاد یقینی کا پہرا نا ممکن نہو ۔

اعتراض ششم کا جواب یہہ ہو کہ اگرچہ شاذ و نادر لغات ہم تک بواسطہ فراد سیویہ کے بطور نقل احاد پہنچے ہین مگر لغات مشہورہ جنکی مبانی مین کسیکا اختلاف نہین ہم تک بطریق شہرت و تواتر پہنچے ہین جنکو ہم بدو شعور سے آخر عمر تک کس و ناکس سے سنتے چلے آتے ہین اور اسمین وساطت سیویہ و فراء کا دخل نہین پائے بلکہ اکثر خلایق نے اُن کے نام بھی نہین سُنے ۔ لفظ ماء اور اسکے معنی پانی لفظ ارض اور اسکے معنی زمین اور لفظ سماء اُسکے معنی آسمان ۔ لفظ جنت اور اسکے معنی باغ وامثال ذلک اسی قسم سے ہین جو ہر ایک ملک اور ہر ایک زبان مین بطور تواتر چلے آتے ہین پر نقل سیویہ و فراء کو انکار مدار ٹہرانا اور اکو خلنی بتانا کیا معنی رکھتا ہے اور جو اسمین ظروف دلالت واستعمال آپنے قاضی ابو الولید کا کلام شرح مواقف سے تفسیر مین نقل کیا ہی اسکا جواب اُسی شرح مواقف مین موجود ہی اور آپکی تفسیر مین بھی جو ہم آپ اس مقام مین اسکی تفصیل کرتے تو ہم بھی شرح مواقف اور آپکی تفسیر سے اُسکا جواب تفصیلی نقل کر دیتے ۔

اسکے بعد امام صاحب نے ایک فصل مین اُس قانون و شرائط تکفیر کا یہہ خلاصہ بیان کیا ہے
(۱) نص (جسمین تاویل کیجاتی ہے) محتمل تاویل نہو (۲) وہ نص متواتر ہو (۳) اسکے تواتر کا علم مدلول کو ہو (یعنی وہ نو مسلم محض بے خبر نہو) (۴) اسکی دلیل تاویل قطعی نہو (۵) اسکی تاویل کا ضرر اسلام مین عظیم ہو ۔

پھر ایک فصل مین یہہ بیان کیا ہے کہ علماء متکلمین سے عوام مسلمانون کو جو عقاید شنیعہ

کو دلایل علم کلام سے سخنانین کافر کھا ہے۔ مگر یہہ انکی زیادتی ہے۔ اور دلایل کلامیہ کا جاننا ہر کسیکے لئے ضروری نہین بلکہ اُن دلایل اور اس علم مین بحث وخوض بدعت و ضلالت ہی بجز دو شخصون کے (جنکا ذکر اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین بصفحہ (۸۸) گذرا ہے) اور اکثر عوام جو دلایل کلامیہ سے آشنا نہین ٹھیک مسلمان وناجی ہین۔ کافر ومخلد فی النار وہی فرقہ ہے جس نے آنحضرت کو جھوٹا جانا یا بنظر مصلحت آنحضرت کا جھوٹ بولنا تجویز کیا۔

پھر ایک فصل مین لکھا ہے کہ اہل بصیرت کے لئے علاوہ از اخبار وآثار واسباب ومکاشفات سے بھی انکشاف حقیقت ہوتا ہے مگر اسکے ذکر مین طول ہوتا ہے ✱

پھر ایک فصل مین لکھا ہے کہ بعض لوگ (جیسے کہ حضرات نیچری) یہہ خیال کرتے ہین کہ حکم بکفیر عقل سے لیا جاتا ہے نہ شرع سے پس کافر وہ ہے جو خدا کا منکر ہے۔ اور جو خدا کو مانتا ہے وہ مومن ہے (یعنی خواہ پھر وہ رسول واحکام اسلام وحشر وغیرہ امور ایمان کو مانے خواہ نہ مانے انکی **جواب** مین کہا جاتا ہے کہ حکم خلود نار (جو کفر کے لوازم سے ہے) تو شرع ہی سے معلوم ہوتا ہے پھر قبل ورود شرع اسکا جاننا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر وہ کہے کہ یہہ بات جو عقل کہتی ہے (کہ منکر خدا کافر ہے) شرع سے سمجھی جاتی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ بات بھی تو شرع ہی سے ثابت ہے کہ منکر رسول اور قیامت کا کافر ہے پھر اسمین صرف منکر خدا کی کیا خصوصیت ہے ✱

پھر فصل اخیر مین آپ نے کہا ہے کہ بعض لوگون کا قول ہے جو ہمکو کافر کہے وہ کافر ہے یہہ قول بھی بے اصل ہے۔ جیکہ مثلاً شیعہ کا قول کہ حضرت علی مرتضی اولی بالامامۃ بلافصل ہین کفر نہوا تو پھر انکی یہہ خطا وگمان کہ اس مسئلہ کا مخالف کافر ہے کیون کفر ہوگا اور جو حدیث مین آیا ہے کہ جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہو تو کہنے والے کیطرف کفر رجوع کرتا ہے۔ اسکے معنی یہہ ہین کہ جو کسی کو مسلمان جانکر کافر کھے تو کافر ہوتا ہے اور جو کسی کو رسول کا مکذب سمجھکر کافر کہے تو وہ کافر نہین ہے یہہ کافر کھنا اسکے فہم کی غلطی ہے اس نے سمجھا ہے کہ وہ کافر و مکذب ہے۔ اور در اصل وہ کافر و مکذب نہین ہے پس یہہ غلطی کفر نہین ہے ✱

اخیر مین آپ نے کہا ہے فقد افذناک بہذہ الترویدات التنبیہ علی عظم الغرور فی ہذہ القاعدۃ وعلی القانون الذی ینبغی ان یتبع فیہ فاتبعہ والسلام والحمد وعلی نبیہ الصلوۃ علی الدوام۔

ان فصول و اقوال مین چونکہ امام صاحب نے تاویل و تکفیر کے باب مین کوئی نئی بات نہین فرمائی۔ بلکہ پہلے بیان کی تلخیص یا تفریع یا تائید کی ہے۔ اور جناب مخاطب نے بھی اسکے مقابلہ مین کسی تحقیق جدید کا افادہ نہین فرمایا پہلے ہی اوہام وخیالات کا (جنکو ہم ہدایۃ باطل کر چکے ہین) اعادہ کر دیا ہے کہ "متحمل تاویل ہونا کسکے نزدیک اور برہان کے قاطع ہونیکا کون فیصلہ کرے اور خدا کا ماننا امر طبعی ہے" اور خلود فی النار صرف انکار خدا کی سزا ہے دقس ہذا۔ اسلئے ہمنے اہل عبارت رسالہ امام غزالی کو نقل نہین کیا اور نہ کلام مخاطب کو اسکے مقابلہ مین نقل کر کے اسکا تفصیلی تعاقب کیا ہے بلکہ تفصیل ماسبق پر اکتفا کیا ہے ✣

اس تفصیل مین ضمناً و تبعاً بہت مسایل اصول و فروع سے بحث ہو گئی ہے ولیکن جس امر سے خاص کر اسمقام مین بحث مقصود تھی وہ یہہ امر تھا کہ نصوص شرعیہ مین تاویل کا حکم کیا ہے۔ سو تفصیل سابق نے ہمین خوب فیصلہ کیا اور صاف بتا دیا کہ شرط تاویل ظاہری معنی کا محال ہونا ہے اور محل تاویل وہ آیات واحادیث ہین جو ظاہری معنی مین قطعی الدلالۃ نہین ہین جنکو دوسری اصطلاح مین محکمات کہا جاتا ہے۔ پس جو شخص باوجود صحت وامکان ظاہری معنی نصوص کے انمین تاویل کرتا ہے وہ مؤل نہین ہے محرف ہے اور جو نصوص قطعیہ محکمہ مین المراد کی ایسی تاویل کرے جو ظاہری معنی سے مخالف ہو وہ دریدہ رسول کا مکذب ہے اور یہی امر تاویل اہل حق و اہل باطل مین فارق ہے ورنہ مطلق تاویل سے کسیکو انکار نہین ہے ✣

یہہ تائید و تفصیل رسالہ امام غزالی مین آخر کلام ہے جسمین ریویو جناب مخاطب کا پورا جواب ادا ہوا۔ اور اسمین مذہب نیچری (جسکی بنا تاویل قطعیات و تحریف محکمات پر ہے) کا حال بخوبی کھلگیا اور صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اس مذہب کے لوگون کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اسلام کا کیا حال ہے اور جو حقیقت وحی و وجود ملایکہ و دوزخ و بہشت وغیرہ صدہا اصول و فروع اسلام مین یہہ تاویلین کرتے ہین انکا کیا حکم ہے اور ان کے ظاہری ادعاء و اعتراف کلمۃ الاسلام کے کیا معنی ✤

فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً علی ما وفقنا لتائید الاسلام و حجۃ الاسلام و سلام علی نبیہ محمد صاحب الحوض والمقام و علی آلہ ہداۃ الانام و اصحابہ البررۃ الکرام -

---

ضروریات متفرقہ

التماس

سنہ ۸۱ء کو چار مہینے گزر چکے ہین اور تین مہینے کا پرچہ بھی خریداران لیچکے اب تو قیمت سہ ماہی سنہ ۸۱ء ارسال فرمائین جو صاحب ہمیشہ شروع سال مین سالانہ پیشگی عطا فرمایا کرتے تہے وہ اب تک کیون توقف و تامل مین ہین جو لوگ سنہ ۸۰ء بلکہ سنہ ۷۹ء کے باقیدار ہین وہ بہی خواب بے پرواہی سے بیدار ہون اور پرچہ آیندہ مین نام بنام پکار کر جگانیکی نوبت نہ آنے دین ✤

اطلاع

امداد الاسلام جواب تفسیر نیچری کی پیشگی قیمت معہ محصولڈاک ۱۴ مقرر ہے رسالہ جنوری سنہ ۸۱ء مین اسکی بیان مین غلطی ہوئی ✤

اشتہار

رسالہ منہج الباری فی ترجیح صحیح البخاری (جسکا نام اسکے مضمون سے آگاہ کرتا ہے) اور رسالہ تبیان فی رد البرہان (جسمین تقلید و اجتہاد سے بحث ہے) اس عاجز کی تصنیف سنہ ۸۶ء مین طبع ہو کر عنقا صفت ہو گئی تہی اب چند نسخے اسکے ہمارے ہاتہہ آئی ہین قیمت ہر دو محصولڈاک جو صاحب شایق ہون بارسال قیمت راقم سے مطالبہ فرمائین ✤ ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹہہ -